بسم اللہ الرحمن الرحیم

لڑکے سے اجازت لینے سے پہلے لڑکی سے ایجاب وقبول کروالیا تو نکاح کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں نکاح کے وقت نکاح خواں پہلے لڑکی سے ایجاب وقبول کرواتا ہے، جبکہ لڑکے سے پہلے اجازت نہیں لی جاتی۔ پھر بعد میں لڑکے سے دستخط اور رضامندی لی جاتی ہے۔ اس صورت میں شرعاً نکاح کا کیا حکم ہے؟ کیا یہ نکاحِ فضولی کہلائے گا؟ اور اگر بعد میں لڑکا اس نکاح کو قبول کرلے تو نکاح درست ہوجاتا ہے یا نہیں؟

جواب

لڑکے کی طرف سے پیشگی اجازت ووکالت کے بغیر نکاح خواں کا اُس کی طرف سے ایجاب، یا قبول کرنا، خواہ ایجاب وقبول کی مجلس میں لڑکا موجود ہو یا نہ ہو، بہر صورت میں نکاحِ فضولی کہلائے گا۔ فقہِ حنفی میں نکاحِ فضولی باطل نہیں ہوتا، بلکہ موقوفاً منعقد ہوجاتا ہے، یعنی اس کا نفاذ اس شخص کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، جس کی طرف سے بغیر اجازت ایجاب یا قبول کیا گیا ہو۔ بعد میں اجازت جس طرح الفاظ کے ذریعے حاصل ہوسکتی ہے، مثلاً یہ کہنا کہ "میں نے اس نکاح کو قبول کرلیا" یا "مجھے یہ نکاح منظور ہے"، اسی طرح ایسے افعال سے بھی حاصل ہوجاتی ہے، جو عرفاً رضامندی پر دلالت کرتے ہوں۔ نکاح فارم پر دستخط کرنا چونکہ رضامندی پر دلالت کرنے والا عمل ہے، لہذا اگر شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح خواں لڑکی سے ایجاب وقبول کروالے، جبکہ لڑکے کی طرف سے پہلے وکالت موجود نہ ہو، تو یہ نکاحِ فضولی ہوگا اور لڑکے کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ اس کے بعد اگر لڑکا اس نکاح کو مسترد (Reject) کرنے کے بجائے نکاح فارم پر دستخط کردے، تو یہ لڑکے کی طرف سے اُس نکاح پر رضامندی اور اس عقدِ فضولی کو نافذ کرنا ہوگا، لہذا وہ موقوف نکاح لڑکے کی اجازت سے نافذ ہوجائے گا، بلکہ دستخط سے پہلے بھی کئی امور ایسے ہوسکتے ہیں جو لڑکے کی طرف سے رضامندی اور نفاذ قرار پائیں۔

بغیر شرعی اجازت اور بغیر وکالت کے کسی دوسرے کے حق میں تصرف کرنے والا شخص "فضولی" کہلاتا ہے، چنانچہ ردالمحتار میں بحر الرائق کے حوالے سے ہے: "قال في البحر: الفضولي من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة أو لنفسه، وليس أهلا" ترجمہ: بحر الرائق میں فرمایا: فضولی وہ شخص ہے جو کسی دوسرے کے لئے (اس کے حق میں) بغیر ولایت (شرعی اختیار) اور بغیر وکالت کے تصرف کرے، یا اپنے ہی معاملے میں تصرف کرے اور وہ اس تصرف کا اہل (شرعی طور پر مجاز) نہ ہو۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد 4، صفحہ 214، دارالمعرفۃ، بیروت)

عقدِ فضولی اجازت پر موقوف ہو کر منعقد ہوجاتا ہے، چنانچہ ہدایہ میں ہے: ”لوزوج رجل امرأة بغير رضاها أو رجلا بغير رضاه وهذا عندنا فإن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفا على الإجازة“ ترجمہ: اگر کسی شخص نے کسی عورت کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر، یا کسی مرد کا نکاح اس کی رضامندی کے بغیر کر دیا، تو ہمارے نزدیک (یعنی فقہِ حنفی میں) یہ حکم ہے کہ ہر وہ عقد جو فضولی (بلا اجازت تصرف کرنے والے) کی طرف سے صادر ہوا اور اس کا کوئی اجازت دینے والا موجود ہو، تو وہ اجازت پر موقوف ہو کر منعقد ہوجاتا ہے۔ (الھدایہ، کتاب النکاح، جلد 1، صفحہ 197، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے: ”(هو من يتصرف في حق غيره بغير إذن شرعي، كل تصرف صدر منه) تمليكا كان كبيع و تزويج او اسقاط كطلاق و اعتاق (وله مجيز) اى لهذه التصرف من يقدر على اجازته (حال وقوعه انعقد موقوفا)“ ترجمہ: (فضولی وہ ہے) جو کسی دوسرے کے حق میں بغیر شرعی اجازت کے تصرف کرے۔ اس کا ہر وہ تصرف جو اس سے صادر ہو، خواہ وہ تملیک ہو جیسے بیع اور نکاح، یا اسقاط ہو جیسے طلاق اور آزادیِ غلام۔ اور اس تصرف کے لیے ایک ایسا شخص موجود ہو جو اس کے واقع ہونے وقت اس کی اجازت دینے پر قادر ہو، تو وہ تصرف (اصل مالک کی اجازت پر) موقوف ہوگا۔ (تنویر الابصار مع درمختار، جلد 5، صفحہ 317،318، دارالمعرفۃ، بیروت)

لڑکے کا مجلس عقد میں موجود ہونا اور خاموش ہونا بھی رضامندی پر دلیل نہیں، چنانچہ ردالمحتار میں ہے: ”أن الإجازة اللاحقة كالإذن السابق، و نظيره إذا أجاز نكاح الفضولي بالفعل يجوز و مجرد حضوره و سكوته وقت العقد لا يدل على الرضا“ ترجمہ: بعد میں دی جانے والی اجازت پہلے سے دی گئی اجازت کی طرح ہوتی ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص فضولی نکاح (یعنی کسی غیر مجاز شخص کے کیے ہوئے نکاح) کو بعد میں منظور کرلے تو وہ جائز ہوجاتا ہے اور عقدِ نکاح کے وقت محض اس کا موجود ہونا اور خاموش رہنا رضامندی پر دلالت نہیں کرتا۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، جلد 3، صفحہ 14، دارالمعرفۃ، بیروت)

نکاحِ فضولی کی اجازت قول و فعل دونوں کے ذریعے ثابت ہوجاتی ہے، چنانچہ فتاوی عالمگیری میں ہے: ”و تثبت الإجازة لنكاح الفضولي بالقول والفعل، كذا في البحر الرائق رجل زوج رجلا امرأة بغير إذنه فبلغه الخبر فقال: نعم ما صنعت، أو بارك الله لنا فيها، أو قال: أحسنت، أو أصبت؛ كان إجازة، كذا في فتاوى قاضي خان وهو المختار اختاره الشيخ أبو الليث، كذا في المحيط“ ترجمہ: نکاحِ فضولی کی اجازت قول اور فعل دونوں کے ذریعے ثابت ہوجاتی ہے، یونہی بحر الرائق میں مذکور ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی مرد کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کر دیا، پھر جب اسے اس کی خبر پہنچی تو اس نے کہا: ”تم نے اچھا کیا“، یا ”اللہ ہمارے لیے اس عورت میں برکت عطا فرمائے“، یا کہا: ”تم نے اچھا کام کیا“، یا ”تم درست کام پر پہنچے“، تو یہ سب اجازت شمار ہوں گے۔ فتاویٰ قاضی خان میں یہی مذکور ہے اور یہی مختار قول ہے، جسے شیخ ابو اللیث نے اختیار کیا ہے، یونہی محیط میں ہے۔ (الفتاوی الھندیہ، جلد 1، صفحہ 299، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاوی رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”مذہب راجح پر یہ نکاح، نکاحِ فضولی ہوتے ہیں اور نکاحِ فضولی کو مذہبِ حنفی میں باطل جاننا محض جہالت و فضولی بلکہ باجماعِ ائمہ حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم منعقد ہوجاتا ہے اور اجازتِ اصیل پر موقوف رہتا ہے اگر وہ اجازت دے نافذ ہوجائے اور رد کردے تو باطل۔ ۔ ۔ پھر اجازت جس طرح قول سے ہوتی ہے مثلاً عورت خبرِ نکاح سن کر کہے میں نے جائز کیا، یا اجازت دی، یا راضی ہوئی، یا مجھے قبول ہے، یا اچھا کیا، یا خدا مبارک کرے الی غیرذلک من الفاظ الرضا (علاوہ ازیں تمام وہ الفاظ جو رضا پر دلالت کرتے ہیں۔ ت) یوں ہی اس فعل یا حال سے بھی ہوجاتی ہے جس سے رضامندی سمجھی جائے مثلاً عورت اپنا مہر مانگے یا نفقہ طلب کرے یا مبارکباد لے یا خبرِ نکاح سن کر خوشی سے ہنسے یا مسکرائے یا اپنا جہیز شوہر کے گھر بھجوائے یا اس کا بھیجا ہوا مہر لے لے۔ ۔ ۔ ونحو ذلک من کل فعل یدل علی الرضا (اور یونہی اس قسم کے تمام وہ افعال جو رضامندی پر دلالت کرتے ہیں۔ ت) ان سب صورتوں میں وہ نکاح کہ موقوف تھا جائز و نافذ و لازم ہوجائے گا۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 146، 145، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”فضولی نے ایجاب کیا اور قبول کرنے والا کوئی دوسرا ہے، جس نے قبول کیا خواہ وہ اصیل ہو، یا وکیل، یا ولی، یا فضولی تو یہ عقد اجازت پر موقوف رہا۔ جس کی طرف سے فضولی نے ایجاب یا قبول کیا اس نے جائز کردیا، جائز ہوگیا اور رد کردیا، باطل ہوگیا۔ ۔ ۔ فضولی نے جو نکاح کیا اُس کی اجازت قول و فعل دونوں سے ہوسکتی ہے، مثلاً کہا تم نے اچھا کیا یا اللہ (عزوجل) ہمارے لیے مبارک کرے یا تو نے ٹھیک کیا اور اگر اُس کے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ اجازت کے الفاظ استہزا کے طور پر کہے تو اجازت نہیں۔ اجازتِ فعلی مثلاً مہر بھیج دینا، اُس کے ساتھ خلوت کرنا۔“ (بہار شریعت، جلد 2، حصہ 11، صفحہ 62، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1236

تاریخ اجراء: 04 محرم الحرام 1447ھ/19 جون 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net